

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 279-287
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 10-10-2026	*Accepted:* 16-11-2026	*Published:* 22-11-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

باری تعالیٰ کے حق میں لفظ شخص، ذات اور غیرت کا استعمال ایک تحقیقی مطالعہ:
الجامع الصحیح کی کتاب التوحید کی روشنی میں

The Use of the Terms Shakhs (Person), Dhāt (Essence) and Ghayrah (Honor) in Reference to Allah Almighty:
A Study in the Light of Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Tawḥīd

Dr. Abdul Haq [1] ***Ayesha*** [2]

Abstract

Among the works authored by Imām al-Bukhārī (may Allah have mercy on him), his Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ occupies a pre-eminent position. In the Kitāb al-Īmān (Book of Faith) and Kitāb al-Tawḥīd (Book of Divine Oneness), Imām al-Bukhārī brings together numerous discussions relating to Islamic creed and theological issues. Most of the chapters in the Kitāb al-Tawḥīd concern the attributes of Allah Almighty. Imām al-Bukhārī's methodology concerning the Divine attributes is founded on the principle that nothing should be affirmed of Allah except what is established by the Qur'an or authentic Prophetic traditions. He neither denies the attributes affirmed in the revealed texts nor interprets them as resembling the attributes of created beings. In accordance with this principle, the occurrence of the terms shakhs (person), dhāt (essence), and ghayrah (Honor) in the Kitāb al-Tawḥīd of Ṣaḥīḥ al-Bukhārī is of particular theological significance. Examining these expressions in the light of Imām al-Bukhārī's Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ is essential, given his universally recognised standing as a leading authority in Hadith scholarship. His approach provides an important framework for examining these terms through the transmitted evidence of revelation. An analysis of Imām al-Bukhārī's approach to the terms

[1]***Corresponding Author***, *Lecturer (Islamiat), The Quaid-i-Azam College for Boys, Mardan.* haq8618@gmail.com

[2] *Master's Graduate, Wifaq-ul-Madaris Al-Arabia Pakistan, Multan.*

shakhs, dhāt, and ghayrah indicates that expressions used in reference to Allah Almighty must be understood primarily in the light of revealed texts rather than through independent rational speculation. These terms must be examined in a manner befitting the majesty and transcendence of Allah, while categorically negating tashbīh (likening Allah to created beings), tajsīm (attributing corporeality to Allah), and any resemblance between the Creator and His creation.

Keywords

Shakhs (Person), Dhāt (Essence), Ghayrah (Honor), Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Tawḥīd

تعارف

امام بخاریؒ کی تصانیف میں سب سے عظیم الشان تصنیف "الجامع الصحیح" ہے جس کی کتاب الایمان اور کتاب التوحید میں امام بخاریؒ نے عقائد اور علم کلام سے متعلق اکثر مباحث کو جمع کیا ہے۔ کتاب التوحید میں مذکور زیادہ تر ابواب، باری تعالیٰ کے صفات سے متعلق ہیں۔ صفات باری تعالیٰ کے باب میں امام بخاریؒ کا منہج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہی بات کہی جائے جو قرآن کریم یا صحیح احادیث سے ثابت ہو، امام بخاریؒ نہ نصوص صفات کا انکار کرتے ہیں اور نہ ان صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ اسی اصول کے تحت صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ شخص، ذات اور غیرت کا ورود خاص اہمیت رکھتا ہے۔ امام بخاریؒ کی "الجامع الصحیح" سے اس معاملے میں استفادہ بہت ضروری ہے کیوں کہ امام بخاریؒ باتفاق امت علم حدیث کے امام ہے اور انہی کے مساعی پر تمام امت کو متفق کیا جاسکتا ہے۔

لفظ شخص، ذات اور غیرت کے متعلق امام بخاریؒ کے منہج سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کی تعبیرات کو محض عقلی قیاس سے نہیں بلکہ وحی کی نصوص کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ تینوں الفاظ کو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق تسلیم کیا جائے اور ساتھ ہی تشبیہ، تجسیم اور مخلوق کی مماثلت سے قطعی نفی کی جائے۔

بنیادی تحقیقی سوالات

- باری تعالیٰ کے حق میں لفظ شخص، ذات اور غیرت کا استعمال کیسا ہے۔
- کیا امام بخاریؒ کے نزدیک تینوں الفاظ کا اطلاق باری تعالیٰ کے حق میں درست ہے۔

باری تعالیٰ کے لئے لفظ "شخص" کا استعمال

امام بخاریؒ کی مشہور عادت "فقه البخاری فی تراجمه" یہاں بھی کار فرما ہے وہ یہ کہ اس حدیث میں لفظ غیرۃ کا استعمال تو باری تعالی کے لئے صراحتاً ہوا ہے، لیکن امام بخاریؒ نے اس مفہوم کے متعلق جتنی بھی روایات نقل کی ہیں، کسی بھی روایت میں لفظ شخص کا ذکر نہیں بلکہ "لا أحد اغير من الله" کا ذکر ہے۔ اسی وجہ سے مصطفی البغا نے تعلیق میں یہ لکھا ہے:

"لاشخص الأصح أن يقال لا أحد أغير من الله"[1]

امام بخاریؒ اگر باب کا عنوان یوں لگاتے تو بہتر ہوتا: "لاأحدأغیرمن الله تعالی" اور صرف صاحب تعلیق مصطفی البغا پر کیا موقوف، تمام شارحین نے یہاں تفصیلی بحث کی ہے اور باری تعالی پر لفظ شخص کے اطلاق کا عدم جواز ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن بطالؒ نے تو باب کا عنوان ہی بدل دیا ہے اور ترجمۃ الباب یوں ذکر کیا ہے: "باب قول النبی ﷺ لا أحد أغير من الله"[2] لیکن ابن بطال کی

اس تعبیر کو بعد کے شراح نے قبول نہیں کیا۔ علامہ ابن حجرؒ اس باب کا صحیح عنوان ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ابن بطال کا تغیر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ابن بطال کے اس عمل کو صحیح نہیں سمجھتے۔[3] ابو سلیمان الخطابیؒ نے اس لفظ کا اطلاق باری تعالیٰ کے لئے صراحتاً ناجائز لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اطلاق الشخص فی صفة الله سبحانه وتعالی غیر جائز وذالک لان الشخص لا یکون الا جسما مؤلفا وانما سمی شخصا ما کان له شخوص"[4]

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفت کے بیان میں لفظ "شخص" کا اطلاق جائز نہیں، کیونکہ شخص کا اطلاق صرف ایسے جسم پر ہوتا ہے جو اجزاء سے مرکب ہو، اور کسی چیز کو شخص اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا وجود نمایاں اور محسوس ہو (یعنی وہ جسمانی طور پر سامنے ہو)۔

لیکن امام بخاریؒ نے یہ عنوان نہ تو جلدی میں بلا سوچے سمجھے لگایا اور نہ ہی غلطی یا تصرف راوی کا نتیجہ ہے کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاریؒ عبید اللہ بن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ "لا شخص أغیر من الله تعالی"[5] اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ امام بخاریؒ باری تعالی کے حق میں لفظ شخص کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "شخص" کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے نص حدیث کی بنیاد استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کے اصول کے مطابق لفظ شخص کے اثبات کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انسانی شخصیت یا جسم کے مشابہ قرار دیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ "[6]

اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

البتہ علامہ ادریس کاندہلویؒ نے "تحفۃ القاری" میں اس حدیث کی اور تاویلات بھی ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ نے علی سبیل الاحتمال یہ لفظ ذکر کیا ہے۔[7] لیکن تعامل بخاری سے پہلا موقف صحیح معلوم ہوتا ہے۔ عربی میں جب "لا رجل اکرم من زید" کہا جائے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ زید پر بھی رجلیت کا اطلاق ہوتا ہے اور امام بخاریؒ کے صیغے فی التراجم سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ لفظ غیرت کی طرح لفظ شخص بھی یہاں مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بعض محدثین نے یہ حدیث بھی "لا شخص أغیر من الله" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ کے شاگرد امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔[8] امام ابو یعلی الفراءؒ فرماتے ہیں:

"وأما لفظ الشخص فرأیت بعض اصحاب الحدیث یذهبون الی جواز اطلاقه"[9]

بہر حال لفظ شخص کے معاملے میں بعض اصحاب حدیث (امام بخاریؒ) باری تعالیٰ پر جواز کا قول کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد میں بھی "ولا شخص أغیر من الله" کے الفاظ نقل کئے ہیں۔[10] امام احمد بن حنبلؒ نے عبد الرحمٰن سے عبید اللہ القواریریؒ کا یہ تبصرہ بھی نقل کیا ہے:

"لیس حدیث أشد علی الجهمیة من هذا الحدیث"[11]

"جہمیہ پر اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث گراں نہیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ امام احمدؒ اس لفظ "لا شخص" کی صحت پر مصر ہیں لیکن لفظ شخص کے معنوی اطلاق پر کوئی بھی قول نہیں کرتا۔ اس باب میں ماضی قریب کے عظیم محدث علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے قول کو آخری فیصلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"فیه اطلاق لفظ الشخص علی ذاته تعالی مع عدم صلوحه لغة فهو ایضا مبنی علی التجرید والانسلاخ عن معناه الاصلی"[12]

"اس میں لفظ شخص کا اطلاق باری تعالیٰ پر کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لغوی طور پر یہ صحیح نہیں بنتا اس لئے اس لفظ میں یہاں اپنے اصلی اور لغوی معنیٰ سے تجرید کی گئی ہے۔"

جس طرح لفظ "اسراء" کی تفسیر میں مفسرین "سفر فی اللیل" کے لغوی معنیٰ میں تجرید کا قول کرتے ہیں، اور "سورۃ اسراء" کی پہلی آیت میں "اسراء" سے صرف سفر مراد لیتے ہیں، کیونکہ "لفظ اللیل" آگے صراحتاً مذکور ہے۔ پھر آگے ابن الفراء کے "لا رجل کریم من زید" کے تاؤیل کو بھی رد کر دیا ہے۔[13]

باری تعالیٰ کے لیے لفظ "ذات" کا استعمال

امام بخاریؒ نے لفظ ذات کا مسئلہ ایک ایسی روایت سے شروع کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کا فرمان نہیں بلکہ ایک صحابی کی الوداعی غزل ہے جو انہون نے موت کے وقت روح کے قبض ہونے سے چند منٹ پہلے شوق الٰہی میں کہی تھی۔ باب کا عنوان یوں ہے:

"باب مایذکر فی الذات والنعوت وأسامی الله تعالی"[14]

یہ باب ذات وصفات اور اسماء باری تعالی کے بیان میں ہے۔

لیکن بعد میں جو روایات نقل کی ہیں ان سے باری تعالی پر لفظ ذات، شخص، نفس وغیرہ کے اطلاق کا پہلو نکلتا ہے۔ صفات باری تعالی سے بحث نہیں کی ہے۔ روایت الباب یہ ہے کہ حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس صحابہ کرام کا ایک گروہ تعلیم قرآن کے لئے بھیجا تھا اور اُن میں ایک خبیب انصاریؓ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عیاض نے مجھے کہا کہ حارث کی بیٹی نے انہیں بتایا کہ جب وہ سارے صحابہ کرام وہاں جمع ہوئے اور اُن صحابہ کرام کو گھیرے میں لے لیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوئے تو اُس وقت حضرت خبیبؓ نے یہ اشعار کہے:

ولست أبالی حین أقتل مسلما — علی ای شق کان لله مصرعی

وذالک فی ذات الالٰه وان یشا — یبارک علی أوصال شلوممزع[15]

جب میں مسلمان مر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس کروٹ میں میری گراوٹ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر یہ کوئی بڑی قربانی نہیں اگر وہ ذات چاہے اور میرے بدن کے ٹکڑے پوروں کی طرح کٹ جائے تو بھی کوئی پرواہ نہیں۔

امام بخاریؒ نے صرف یہی دو اشعار نقل کئے ہیں اور صحیح بخاری کے مشہور شارحین نے بھی صرف ان دو اشعار کے ذکر پر اکتفا کیا ہے جبکہ صرف ان اشعار سے امام بخاریؒ کے استدلال کے وزن کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ ان اشعار میں امام بخاریؒ نے استدلال صرف "ذات الالٰه" کے لفظ سے کیا ہے اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خبیب انصاریؓ نے ان اشعار میں "ذات الاله" کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ذات کا مطلب یہاں الگ ذاتی وجود ہے۔ امام بخاریؒ کے اسی استدلال پر ہی بعض پختہ اشعری فکر کے محدثین نے اعتراض کیا ہے اور امام بخاریؒ کے اس استدلال کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ مثلاً علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں:

"لیس فیه دلالة علی الترجمة لانه لایرید بالذات الحقیقة اللتی هی المراد البخاری وانما مراده وذالک فی طاعة الله أو فی سبیله"[16]

اس روایت میں ترجمۃ الباب کے دعوی پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ حضرت خبیب انصاریؓ کا مطلب اس جملہ "و ذلک فی ذات الاله وان یشا" میں "ذات الاله" سے مراد ذات حقیقی نہیں جو امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں مراد لے رہیں بلکہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسکی اطاعت کرنا ہے گویا کہ "وذالک فی ذات الاله" کا مطلب "وذالک فی سبیل اللہ" ہے۔

خود علامہ کرمانیؒ نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ یہاں "ذات الاله" سے مراد یہ ہے کہ منجملہ باری تعالیٰ پر ذات کا اطلاق درست ہے اور امام بخاریؒ کا مطلب بھی یہی ہے۔[17] علامہ عینیؒ نے بھی عمدۃ القاری میں علامہ کرمانیؒ کی رائے نقل کی ہے۔[18] علامہ زرہونی المالکیؒ نے "الفجر الساطع" میں کرمانیؒ کی یہ بحث نقل کی ہے اور پھر ابن حجرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اعتراض قوی ہے جواب سے یعنی کہ روایت سے ترجمۃ الباب کا دعوی ثابت نہیں ہو سکتا۔[19] یہی رائے علامہ ابن حجرؒ کی بھی ہے، یعنی ان کے نزدیک بھی امام بخاریؒ کا دعوی درست نہیں اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کے "ترجمۃ الباب" پر یہ اعتراض دراصل علامہ تقی الدین السبکیؒ نے کیا ہے۔[20]

بہر حال امام بخاریؒ کا "ترجمۃ الباب" اتنا سادہ بھی نہیں بلکہ محدثین کے طرز بیان اور منہج فکر، صفات باری تعالیٰ کے متعلق ایک بنیادی دلیل ہے اور اس بنیادی دلیل کی صحت اور وزنی ہونے کا معیار اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم اس شعر سے اگلے پچھلے اشعار کا پتہ لگائیں کہ خبیب انصاریؓ نے یہ کس تناظر میں کہا تھا؟ کیا ان کا مطلب "ذات الاله" سے صرف ذات حقیقی تھی یا سبیل اللہ مراد تھا؟ اس لئے ان اشعار کے پورے پس منظر سے واقف ہونے کی خاطر تمام اشعار ذکر کیے جاتے ہیں۔ امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ نے اپنے مشہور کتاب "الغریب المصنف" میں یہ ایک اضافی شعر ساتھ نقل کیا ہے:

"لقد جمع الاحزاب حولی وألبو قبائلهم واستجمعوا كل مجمع"

کہ میرے ارد گرد مختلف قبائل کے لشکر جمع ہوئے اور پوری قوت کے ساتھ جمع ہو کر مجھے گھیرا۔

اسی کتاب پر صفوان عدنان الداودیؒ نے حاشیہ لکھا ہے انہوں نے حاشیہ میں ایک اور اضافی شعر قلمبند کیا ہے:

"الی الله أشكوا غربتی ثم كربتی وماأصد الاحزاب لی عند مصرعی"[21]

کہ میں بس اپنے اللہ ہی سے اپنی تنہائی، کرب و غم اور مصیبت کی شکایت کرتا ہو کہ میرے دشمن میرے مقتل گاہ کے ارد گرد جمع ہوئے

علامہ اصبہانیؒ نے "دلائل النبوۃ"[22] میں اور امام بیہقیؒ نے بھی اپنی کتاب "دلائل النبوۃ"[23] میں یہ اشعار پورے نقل کئے ہیں، لیکن ان سے بھی ایک متقدم سیرت نگار علامہ ابن ہشامؒ نے تفصیلی طور پر غزل خبیبؓ بوقت وفات نقل کیا ہے:

"لَقَدْ جَمَّعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِي وَأَلَّبُوا قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعِ

میرے ارد گرد مختلف قبائل کے لشکر جمع ہوئے اور پوری قوت کے ساتھ جمع ہو کر مجھے گھیرا

وَكُلُّهُمْ مُبْدِي الْعَدَاوَةَ جَاهِدٌ عَلَيَّ لِأَنِّي فِي وِثَاقٍ بِمَضْيَعِ

اور یہ سارے میرے ساتھ اپنے عداوت کو آشکارا کر رہے ہیں، کیونکہ اب میں انہی کے رحم و کرم پر ہوں

وَقَدْ جَمَّعُوا أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِيلٍ مُمَنَّعِ

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو غُرْبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي وَمَا أَرْصَدَ الْأَحْزَابُ لِي عِنْدَ مَصْرَعِي

میں بس اپنے اللہ ہی سے اپنی تنہائی، کرب و غم اور مصیبت کی شکایت کرتا ہو کہ میرے دشمن میرے مقتل گاہ کے ارد گرد جمع ہوئے

فَذَا الْعَرْشِ، صَبِّرْنِي عَلَى مَايُرَادُبِي فَقَدْ بَضَّعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي

اے عرش پاک کے مالک اللہ: مجھے ان لوگوں کے مظالم پر صبر کی توفیق عطاء فرما کہ انہوں نے ابھی ہی میرے گوشت کے ٹکڑے اڑانے ہیں اور میرے تمام بچنے کی امیدے دم توڑ چکی ہیں

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر یہ کوئی بڑی قربانی نہیں اگر وہ ذات چاہے اور میرے بدن کے ٹکڑے پوروں کی طرح کٹ جائے تو بھی کوئی پرواہ نہیں

وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُونَهُ وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

اورانہوں نے مجھے موت و کفر میں سے ایک کے چناؤ کا اختیار دیدیا اور موت میرے آنکھوں کے سامنے ہے۔

وَمَا بِي حِذَارُ الْمَوْتِ، إِنِّي لَمَيِّتٌ وَلَكِنْ حِذَارِي جَحْمُ نَار ملفّع

لیکن پھر بھی مجھے موت کا ڈر نہیں کہ میں مر جاؤں گا کیونکہ میرا غم موت کے بعد والی آگ سے بچنے کی فکر ہے۔

فو الله مَا أَرْجُواِذَا مِتُّ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللَّهِ مَصْرَعِي

اللہ کی قسم جب میں مسلمان مر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس کروٹ میری گراوٹ ہے۔

فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعَدُوِّ تَخَشُّعًا وَلَا جَزَعًا إِنِّي إِلَى اللَّهِ مَرْجِعِي"[24]

اور میں دشمن کے سامنے کوئی آہ وبکاہ بھی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں محبوب (ذات خدا) کی خاطر مر رہا ہوں اور اسی کی طرف جارہا ہوں۔

اب اس پوری غزل میں ہم حضرت خبیبؓ کے الفاظ کی کیفیت کو دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ خبیبؓ کی مراد "ذات الاالہ" سے ذات الٰہی ہی تھی نہ کہ کچھ اور، دیکھیں ذات الاالہ والے شعر سے پہلے شعر میں یوں گویا ہیں" فَذَا الْعَرْشِ، صَبِّرْنِي عَلَى مَا يُرَادُ بِي فَقَدْ بَضَّعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي "اب سوچنے کی بات ہے کہ جب موت آنکھوں کے سامنے رقص کناہو، اور ابھی اپنے جسم کے پرخچے غباروں کے گرد میں اڑنے کا یقین ہو، ایسی حالت میں کون ہوتا ہے جو ثواب و جزا اور رفع درجات کی خاطر "ذات الاالہ" کا جملہ بولے۔ ہمارے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے، کہ ایسی حالات میں "ذات الاالہ" کا تصور اتنا مضبوط اور پختہ ہوتا ہے کہ کوئی خدا کے علاوہ فرشتوں کے نعرہائے نصرت و مدد کو بھی قبول نہیں کرتا تو خبیب انصاریؓ نے ایسے وقت میں واقعی صرف ذات حقیقی ہی کو پکارا ہو گا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس روایت کو "ترجمۃ الباب" مقرر کیا ہے:

"باب ما يذكر فى الذات والنعوت وأسامى الله تعالى، وقال خبيب وذالک فى ذات الاله فذكر الذات باسمه تعالى"[25]

کہ خبیبؓ نے ذات کو اسم الہ سے ذکر کیا ہے اور ذات کا معنی گزر چکا ہے۔

النعوت جمع ہے نعت کی بمعنی صفت، اور اسامی کو عام طور پر اسم کا جمع قرار دیا جاتا ہے، لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ عام غلطی ہے جو مشہور ہو چکی ہے أسامی اسم کا نہیں بلکہ أسماء کی جمع ہے یوں اسامی اسم کا جمع الجمع ہے۔[26]

باری تعالیٰ کے لیے لفظ "غیرت" کا استعمال

باری تعالیٰ کے لئے لفظ غیرۃ کا استعمال عموماً بوجہ مشابہت بصفات مخلوق معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے فرقہ معتزلہ اس لفظ کا استعمال باری تعالی کے لئے لائق شان نہیں سمجھتے۔ انُ کے ہاں مباحث ایمان سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلا مشہور لغوی اور فقیہ تیسری صدی کے نامور محدث ابوعبید قاسم بن سلامؒ نے ایمان کے جو اجزاء ذکر کئے ہیں، ان کا آغاز یوں کیا ہے:

"ان لا تسمع قوله فى اماطة الاذى قد جعله جزءا من الايمان وكذالک قوله فى حديث آخر الحياء شعبة من الايمان وفى الثالث الغيرة من الايمان[27]الخ"

اس میں تیسرے نمبر پر ایمان کے اجزاء میں غیرت کو شمار کیا ہے۔ یہ حدیث کا ٹکڑا ہے جو امام معمر بن راشدؒ نے زید بن اسلم کی روایت سے نقل کیا ہے۔[28] ابو نصر المروزیؒ نے ابو سعید خدریؓ کی روایت سے نقل کیا ہے اور انہوں نے پوری روایت یوں نقل کی ہے:

"عن ابى سعيد الخدرى أن رسول الله ﷺ قال: الغيرة من الايمان والبذاء من النفاق قال قلت وما البذاء قال الذى لايغار"[29]

یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں لیکن بعض اور روایات میں اس طرح کے الفاظ کے استعمال سے یہ ایمان کے اجزاء میں شمار کیا

جاتا ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کو زید بن اسلم کے مرسلات میں شمار کیا ہے۔[30] بایں وجہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے یہ لفظ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غیرت کے لفظ سے انتقام کی بو محسوس ہوتی ہے اور بالخصوص غیرت کا لفظی معنی جو اس حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کے مقابلے میں لفظ "مبذاءت" ہے اور "مبذاءت" دیوثی کو کہا جاتا ہے۔ تو اس کے مقابلے والا لفظ بھی اسی کے لئے مناسب لگتا ہے جس کے لئے محرمات کا وجود تسلیم کیا جا سکتا ہو۔ لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں باری تعالیٰ کے صفات میں یہ لفظ بلاریب مستعمل ہے اور امام بخاریؒ بھی اس لفظ کے استعمال کو عقائد کا حصہ سمجھتے ہیں اس لئے الجامع الصحیح میں تین روایات اس مفہوم کی نقل کی ہیں:

- حضرت ابو ھریرہؓ کی روایت: "ان الله يغار وغيرة الله أن يأتى المؤمن ماحرم الله"[31] بے شک اللہ تعالیٰ غیرت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔ اس حدیث میں غیرت اللہ تعالیٰ کے لیے صریح طور پر ثابت ہے لیکن اللہ کی غیرت مخلوق کی غیرت جیسی نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق مانا جائے گا۔
- سعد بن عبادہؓ کی روایت: "أتعجبون من غيرة سعد، فوالله لأنا أغير منه، والله أغير مني، ومن أجل غيرة الله حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن"[32] کیا تمہیں سعد کی غیرت سے تعجب ہے، تو اللہ کی قسم میں سعد سے زیادہ باغیرت ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ باغیرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اسی غیرت کی وجہ سے اس نے تمام ظاہری اور باطنی برائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔
- تیسری جگہ کتاب التوحید میں: "لاشخص أغير من الله" کہ "اللہ تعالی سے زیادہ باغیرت کوئی نہیں"۔ کتاب التوحید میں یہی روایت نقل کی لیکن وہاں خاص عقیدے کے تناظر میں یہ روایت لائے اس لئے حدیث کا یہ حصہ "ومن أجل غيرة الله حرم الفواحش" کتاب التوحید میں ذکر کیا ہے باقی دو جگہوں میں نہیں۔

البتہ اللہ تعالی کے لئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا معروف معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ وہاں اس کا مجازی معنی مراد ہوتا ہے کیونکہ غیرت کا لفظی معنی "تغيير يحصل من الحمية والا نفسه واصلها فى الزوجين والاهلين"[33] ہے اور باری تعالی کے لئے یہ معنی مراد لینا محال ہے۔ اسی معنی سے اس لفظ کا صیغہ مبالغہ "المغیار" آتا ہے۔[34] نابغہ[35] کا مشہور شعر ہے:

"شمس موانع كل ليلة حرة يخلقن ظن الفاحش المغيار"[36]

نابغہ نے ایک مشہور عربی محاورہ "ليلة شيباء" اور "ليلة حرة" کے تصور میں یہ شعر کہا ہے۔[37] اسی سے پتہ چلتا ہے کیونکہ اگر غیرت کا باری تعالی کے لئے یہی معنی مراد لیا جائے تو پھر لفظ "المغیار" کا اطلاق بھی باری تعالی کے لئے استعمال ہوا ہوتا، حالانکہ اللہ تعالی کے لئے کوئی بھی اس لفظ کے استعمال کو جائز نہیں کہتا اس لئے اللہ تعالی کے لئے جب صفت "غیرت" کا استعمال ہوتا ہے تو وہاں اس کا مجازی معنی "كراهية وتغيير حال المعاصى وخروجه من دائرة رضاه الى سخطه" مراد ہوتا ہے۔[38] علامہ شریف جرجانیؒ نے "التعریفات" میں یہ معنی لکھا ہے کہ "الغيرةكراهة شركة الغير فى حقه"[39] غیرت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے حق میں دوسرے کی شرکت ناپسند ہو۔

نتیجہ بحث

اس تحقیق سے امام بخاریؒ کے منہج کے چند اہم اصول سامنے آئے ہیں:

- نص کو مقدم رکھنا۔

- صفات کا اثبات۔
- تشبیہ کی نفی۔
- کیفیت سے سکوت۔

علمِ کلام کے بعض مکاتب صفات باری تعالیٰ کی تعبیر میں تاویل، تفویض اور عقلی اصولوں کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ امام بخاریؒ نصوص شرعیہ کو بنیادی معیار قرار دیتے ہیں، اور ثابت شدہ صفات کو بلا تشبیہ و تمثیل مانتے ہیں۔

References

[1]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh), 9:123.
[2]Ibn Baṭṭāl, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Khalaf ibn ʿAbd al-Malik, *Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī li-Ibn Baṭṭāl* (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1st ed., 1423 AH), 1:442.
[3]Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī al-ʿAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1413H), 3:339.
[4]Al-Ghamrī, Abū ʿĀṣim al-Nabīl ibn Hāshim ibn ʿAbd Allāh, *Fatḥ al-Mannān* (Dār al-Bashāʾir, 1st ed., 1419 AH), 8:451.
[5]Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, 4:279.
[6]Al-Qurʾān, 42:11-
[7]Kandhlawī, Muḥammad Idrīs, *Tuḥfat al-Qārī*, 4:52–53.
[8]Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī), 2:1136.
[9]Ibn al-Farrāʾ, al-Qāḍī Abū Yaʿlā Muḥammad ibn al-Ḥusayn ibn Muḥammad ibn Khalaf, *Ibṭāl al-Taʾwīlāt li-Akhbār al-Ṣifāt* (Kuwait: Dār Īlāf, n.d), 2:164.
[10]Ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal ibn Hilāl ibn Asad al-Shaybānī, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1st ed., 1421 AH), 30:105.
[11]Ibid., 30:106.
[12]Al-Kashmīrī, Muḥammad Anwar Shāh ibn Muʿaẓẓam Shāh, *Fayḍ al-Bārī ʿalā Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār al-Kutub, 1st ed., 1426 AH), 6:559.
[13]Ibid., 6:559.
[14]Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, 4:2074.
[15]Ibid., 4:2074.
[16]Al-Kirmānī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Yūsuf ibn ʿAlī ibn Saʿīd, *Al-Kawākib al-Darārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth, 1st ed.), 25:117.
[17]Ibid., 25:117.
[18]Al-ʿAynī, Badr al-Dīn Maḥmūd ibn Aḥmad, *ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 17:167.
[19]Al-Zarhūnī, Muḥammad al-Fuḍayl ibn al-Fāṭimī al-Shabīhī, *Al-Fajr al-Sāṭiʿ ʿalā al-Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ* (Maktabat al-Rushd, 1st ed., 1430 AH), 16:190.
[20]Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī*, 13:382.
[21]Abū ʿUbayd, al-Qāsim ibn Sallām ibn ʿAbd Allāh al-Harawī, *Al-Gharīb al-Muṣannaf* (Majallat al-Jāmiʿah al-Islāmiyyah bi-al-Madīnah al-Munawwarah, 1414 AH), 1:390.
[22]Al-Aṣbahānī, Abū Nuʿaym Aḥmad ibn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad ibn Isḥāq ibn Mūsā ibn Mihrān, *Dalāʾil al-Nubuwwah* (Beirut: Dār al-Nafāʾis, 2nd ed., 1406 AH), 1:505.
[23]Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Khurāsānī, *Dalāʾil al-Nubuwwah wa-Maʿrifat Aḥwāl Ṣāḥib al-Sharīʿah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1st ed., 1405 AH), 3:329.
[24]Ibn Hishām, Abū Muḥammad Jamāl al-Dīn ʿAbd al-Malik ibn Hishām ibn Ayyūb al-Ḥimyarī, *Sīrat Ibn Hishām* (Egypt: Muṣṭafā al-Bābī, 2nd ed., 1375 AH), 2:172.
[25]Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:108.
[26]Al-ʿAynī, *ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 25:98.

[27]Abū ʿUbayd, al-Qāsim ibn Sallām ibn ʿAbd Allāh al-Harawī al-Baghdādī, *Kitāb al-Īmān wa-Maʿālimuhu wa-Sunanuhu wa-Istikmāluhu wa-Darajātuhu* (Maktabat al-Maʿārif li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1st ed., 1421 AH), p. 28.

[28]Maʿmar ibn Abī ʿAmr Rāshid al-Baṣrī, *Al-Jāmiʿ* (Pakistan: Iṣdār al-Majlis al-ʿIlmī, 2nd ed., 1403 AH), taḥqīq: Ḥabīb al-Raḥmān al-Aʿẓamī, 1:408.

[29] Al-Marwazī, Muḥammad ibn Naṣr, *Taʿẓīm Qadr al-Ṣalāh* (Al-Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-Dār, 1st ed., 1406 AH), 1:469.

[30]Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Khurāsānī, *Shuʿab al-Īmān* (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1st ed., 1423 AH), 13:260.

[31]Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:35.

[32]Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:123.

[33]Al-Zabīdī, Abū al-Fayḍ Muḥammad ibn Muḥammad ʿAbd al-Razzāq al-Ḥusaynī, known as Murtaḍā al-Zabīdī, *Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Dār al-Hidāyah), 13:288.

[34]Ibn Qutaybah, Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn Muslim al-Dīnawarī, *Maʿānī al-Kabīr fī Abyāt al-Maʿānī* (Beirut: Dār al-Kutub, 1st ed., 1405 AH), 1:508.

[35]Al-Nābighah was counted among the famous Arab poets, and his fame is associated with a well-known poem composed in condemnation of al-Farazdaq. He died in 160 AH. *Muʿjam Shuʿarāʾ al-ʿArab*, 1:855.

[36]Al-Yūsī, al-Ḥasan ibn Masʿūd ibn Muḥammad Nūr al-Dīn al-Yūsī, *Zahr al-Akum fī al-Amthāl wa-al-Ḥikam* (Andalusia: Dār al-Thaqāfah, 1st ed., 1401 AH), 1:208.

[37]Al-Kindī, al-Sarrī ibn Aḥmad ibn al-Sarrī al-Raffāʾ, *Al-Muḥibb wa-al-Maḥbūb wa-al-Mashmūm wa-al-Mashrūb*, p. 111.

[38]Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī*, 13:399.

[39]Al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAlī al-Zayn al-Sharīf, *Al-Taʿrīfāt* (Dār al-Kutub, 1403 AH), p. 163.